سیّد عطاء المحسن بخاری

جاوید اقبال کا منتہائے نظر

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر جاوید اقبال نے حال ہی میں روزنامہ "نوائے وقت" میں ایک مقالہ شائع کرایا ہے اور حسب معمول جملہ "جاوید اقبالیات" کو "اقبالیات" کے زمرے میں شامل و داخل کرنے کی کوشش بھی کی ہے! اس "ناانصافی" پر یہ احتجاجی تحریر ریکارڈ کی درستگی کے ساتھ ساتھ مزاج اور مذاق کی درستگی کے نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے۔

جاوید اقبال کہتے ہیں کہ اقبال کی "روحانی جمہوریت" جناح کا "ماڈرن اسلام" اور جاوید اقبال کا "سیکولرازم"...... اصل میں تینوں ایک ہیں! جاوید اقبال کے جواب اور علامہ اقبال کی ترجمانی میں (ان شاء اللہ) آئندہ کسی نشست میں مفصل گفتگو کی جائے گی۔ (مدیر)

رنگ حنا، بادِ صبا، نسیم سحر کا جھونکا، پھولوں کی خوشبو اور بادِ بہاری، یہ مل کر بھی وہ سکون و راحت اور آرام و چین نہیں بخش سکتے جو ایک سپوت دے سکتا ہے۔ روح لہرانے لگتی ہے اگر باپ کے بعد بیٹا بھی باپ کی میراث کو سنوار دے، سجا دے، جسم کا رُواں رُواں مسکانے لگتا ہے اگر فرزند بھی ارجمند ہو۔ ماحول جگمگانے لگتا ہے اگر بیٹا باپ کی تصویر ہو۔

۱۳ اکتوبر کے نوائے وقت میں ڈاکٹر جاوید اقبال کا مضمون "قائد اعظم کا منتہائے نظر" نظر سے گزرا لفظ لفظ پڑھا۔ بجلی سی کوند گئی۔ احساس کے گلاب پتی پتی ہو کر گرنے لگے، اقبال نے روح کی جن کلیوں کو مہک بخشی تھی وہ بے باس ہونے لگیں فکر کو جو اساس عطا کی تھی وہ ہل گئی، محترم جاوید صاحب نے یقیناً اقبال کو پڑھا ہو گا مگر میں محسوس کرتا ہوں انہوں نے نہیں پڑھا۔ علامہ فرماتے ہیں۔

جو دوئ فطرت سے نہیں لائق پرواز
اس مرغک بے چارہ کا انجام ہے افتاد

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریل امیں کا
ہر فکر نہیں طائر فردوس کا صیاد

اس قوم میں ہے شوخیٔ اندیشہ خطرناک
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

جناب جاوید ان اشعار کو بار بار پڑھئے اور پھر فکر اقبال اور فکر جاوید میں تفاوت ملاحظہ فرمائیے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دورانِ ملازمت "نفسیات" پر عبور حاصل کیا ہے اور اسی عبوری مہارت سے پیپلز پارٹی کے اقتدار سے کچھ زیادہ ہی لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ افکار کی وادی میں اس مرغک بیمار کا محوِ پرواز ہونا ہی قدرِ یار کی دل نوازی کی غمازی ہے۔ لیکن جاوید صاحب اس فکرِ بیمار کا علاج تو ہمارا جسور و غیور حکیم اقبال برسوں پہلے کرچکا ہے مگر آپ ایسے فکرِ ابلیسی کے صیدِ زبوں نہ جانے کیوں شفایاب نہ ہوسکے، اقبال فرماتے ہیں۔

جرأت ہے تو افکار کی دنیا سے گزر جا
ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے
کھلتے نہیں اس قلزمِ خاموش کے اسرار
جب تک تو اسے ضربِ کلیمی سے نہ چیرے

آپ افکار کے معجون مرکب تو ہیں مگر صد افسوس کہ آپ کے پاس "ضربِ کلیمی" نہیں، پہلے ضربِ کلیمی حاصل کریں پھر بڑھ کے اقبال کی طرح قلزم افکار چیر ڈالیں اپنے من میں ڈوب جائیں پھر ابھریں اور فکرِ بلند کے لعلِ جہاں تاب سے زمانے کو روشن کر دیں ورنہ یاد رکھیں دشمن آپ ہی کے ذریعے پاکستان میں وہ کھیل کھیلے گا جس کا آپ تصور بھی نہیں کرسکتے۔

حکیم مشرق نے یہی تنبیہہ کی ہے، دل کی نگاہِ بصیرت سے پڑھیں۔ اقبال فرماتے ہیں

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی سود خوار
جنکی روباہی کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ
خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح
دیکھئے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ

فرنگی کسی جھولی میں پکے پھل کی طرح گرتا ہے یا نہیں۔ آپ کے اور آپ ایسوں کے رویوں سے تو یہ ٹپکا پڑتا ہے کہ آپ صیدِ افرنگ بن چکے ہیں۔ آپ جو کچھ برس ہا برس سے کہہ رہے ہیں یہ تو فکر فرنگ اور فکر ابلیس کے سوا کچھ نہیں۔ کبھی آپ عورت بازار میں لانے کا فلسفہ پیش کرتے ہیں، کبھی قومی اسمبلی کے زاغوں کو عقابوں کا نشیمن عطا فرماتے ہیں۔ اور انہیں مجتہد قرار دیتے ہیں۔ کبھی کفار و مشرکین اور مرتدین کو مسلمانوں کے ہم پلہ قرار دے ڈالتے ہیں۔ اور اب تو آپ نے حد کردی کہ کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ، مرزائی اور مسلمان کیوں ہیں یہ الگ الگ ہیں تو ان کا نام بھی الگ ہے انکے عقائد، اعمال، افکار، تصورات اور فکری حقیقتوں کی بنیاد پر ان کا تشخص بھی الگ ہے۔

تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے

اقبال تو حاضر و موجود سے بیزاری کے قائل ہیں اور آپ ہیں کہ حاضر و موجود میں الجھ کے رہ گئے ہیں۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

علامہ تو ابدی حقیقتوں کے پیامبر ہیں۔ وہ تو راہ مصطفوی سے گریز کو بولہبی کہتے ہیں۔ اور جمہوری قبائیں زیب تن کرنا عین بولہبی ہے۔ فرماتے ہیں

حقائق ابدی پر اساس ہے اس کی
یہ زندگی ہے، نہیں ہے طلسم افلاطوں

ابدی حقیقت کو ایسے خوبصورت، واشگاف اور دلنشین انداز سے واضح کرتے ہیں

نہاد زندگی میں ابتدا لا انتہا الّا
پیام موت ہے جب لا ہوا الّا سے بیگانہ

آپ ہمیں "الّا" سے بیگانہ کرکے مارنا چاہتے ہیں آپ کا پیغام تو موت کے سوا کچھ اور نہیں۔ "الّا" سے ہماری آشنائی اور شناسائی باقی رہنے دیں۔ اگرچہ ان سیاسی ہتھکنڈوں کی خوفناک ٹکروں سے فضا خاصی سنگین ہو چکی ہے مگر مسلمان اس سنگینی حالات کے سامنے سپر ڈالنے والا نہیں۔ ہماری ساری طاقت اور ترقی، امات اقوام اور قومی عروج اسی "الّا" میں پوشیدہ ہے۔ ہماری اساس ابدی حقیقتیں ہیں، طلسمِ افلاطونی نہیں۔ آپ کے رویوں سے مجھے یہ ڈر ہے کہ

وہ ملت روح جس کی "لا" سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو ہوئی لبریز اس ملت کا پیمانہ

آپ یقین جانیں کہ آپ "لا" سے آگے نہیں بڑھے! آپ جیسے قد کاٹھ کے لوگ جب "لا" کی بھنور میں گھر جائیں اور "الا" کے ساحلِ مراد تک نہ پہنچ سکیں تو یقیناً ایسی ملتوں کا پیمانہ عروج و امامت لبریز ہو جاتا ہے پھر یہودی فلسفیوں کے فلسفہ کے تابکار اثرات بد اسے غلامی کی غیر محسوس زنجیروں میں جکڑ لیتے ہیں اور ایسی قومیں اپنا تشخص تک کھو بیٹھتی ہیں۔ جیسے کہ پاکستانی مسلمان اپنا تشخص کھو بیٹھا ہے۔ اور خود آپ بھی کہ، کبھی جمہوریت کا صدارتی نظام، کبھی پارلیمانی، کبھی جسمانی جمہوریت، اور اب روحانی جمہوریت۔ یہ کثرت افکار اور منتشر افکار یقیناً ابلیس کی ایجاد ہیں جو الہامی فکر بلند کو چھوڑ دینے سے آپ کو نصیب ہوئے ہیں اسی ایک الہامی فکر بلند اور مروارید کو مضبوطی سے تھامے رکھتے تو عروج و ترقی اور امامت اقوام آپ سے کبھی نہ چھنتی۔ یہی اقبال نے کہا ہے

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب سے نہ کر خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

بقیہ انٹرویو از صفحہ ۱۸

پاکستان میں فی الحال دینی جماعتوں کے استحکام یا نفاذ اسلام کا کام مشکل ہے۔ بد قسمتی سے ہماری مذہبی قوتیں غیر اسلامی نظام ریاست "جمہوریت" کو ذریعہ نجات سمجھ بیٹھی ہیں۔ جب تک اس نظام کی جڑیں کھوکھلی کر کے اسے ختم نہیں کیا جاتا مقصد حاصل نہیں ہو گا۔

★ مولانا عبید اللہ سندھی کے ساتھ ایک نام ظفر حسن ایبک کا بھی آتا ہے؟

● میرا ان سے بڑا گہرا رابطہ رہا۔ ان کے پچاس کے قریب خطوط میرے پاس محفوظ ہیں۔ ظفر حسن کالج میں پڑھتے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں جو پارٹی کابل روانہ ہوئی اس میں وہ بھی شامل تھے۔ ان سے ملاقات صرف دو مرتبہ ہوئی۔ ایک مرتبہ جب وہ ہندوستان آئے۔ دوسری مرتبہ میں خود ترکی گیا تھا۔

★ آپ نے تمام زندگی سفروں میں ہی گزار دی کہیں ڈیرہ جما کے نہیں بیٹھے۔ آپ بھی کوئی مرکز بناتے اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کرتے؟

● جب میرا استاد ایک جگہ نہیں بیٹھ سکا تو میں کیسے بیٹھ سکتا تھا۔

★ آپ اس میں سکون محسوس کرتے ہیں؟

بالکل! مختلف النوع لوگوں سے ملنے اور اُن کے خیالات سے استفادہ کے مواقع ملتے ہیں۔ مطالعہ و مشاہدہ میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اور سکون بھی ملتا ہے۔ پھر میرے سامنے قرآن پاک کی آیت ہے۔

"سیروافی الارض فانظروا کیف کان عاقبتہ المکذبین"

ہاں! اب تھک گیا ہوں اور کسی جگہ آرام سے بیٹھنا چاہتا ہوں۔